علمی مضامین سلسلہ نمبر ۴۷

"اَلحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

# اِسلام کا اِقتصادی نظام

## سوالات و جوابات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّابَعْدُ !

آپ نے دریافت کیا ہے کہ :

س : اِسلام کا اِقتصادی نظام کیا ہے؟

ج : اِس کا جواب یہ ہے کہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "اِسلام کا اِقتصادی نظام" کا مطالعہ کریں نیز اِس کے بعد لکھی گئی ایک کتاب جو مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے "اِسلام کے سیاسی و اِقتصادی مسائل" اُس کا بھی مطالعہ کریں دونوں کتابیں پاکستان میں طبع ہوئی ہیں زیر مطالعہ رہنی چاہئیں۔

س : حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اِقتصادی نظام وضع کرتے وقت اِسلام کے کن اُصولوں کو سامنے رکھا؟

ج : شہنشاہیت اَور آمریت کی نفی۔

س : حضرت شاہ ولی اللہ کا پیش کردہ نظام آیا بالکل اِسلامی ہے؟

ج : وہ بالکل اِسلامی ہے اُس کا ماخذ قرآنِ کریم حدیث اَور فقہ ہے لیکن اُن کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے مختلف ذہن کے لوگ ہیں بعض یورپ زدہ، کمیونزم سے مسحور ہیں ایسے لوگوں نے بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی تصانیف کے اِقتباسات اِستعمال کیے ہیں اَور مطلب برآری کی ہے۔ ایسے تمام مضامین و تصانیف کی ذمہ داری سے شاہ صاحبؒ بری ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے اَفکار کا صحیح خاکہ ''شاندار ماضی'' سے نقل کر دیا جائے۔ (ص ۷۔۸۔۹۔۱۰ ج ۲)

## اِقتصادی اُصول

(۱) دولت کی اَصل بنیاد محنت ہے۔ مزدور اَور کاشتکار قوتِ کاسبہ ہیں۔ باہمی تعاون، مدنیت (شہریت) کی رُوحِ رواں ہے۔ جب تک کوئی شخص ملک و قوم کے لیے کام نہ کرے، ملک کی دولت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں۔ [۱]

(۲) جوا، سٹہ اَور عیاشی کے اَڈے ختم کیے جائیں جن کی موجودگی میں تقسیمِ دولت کا صحیح نظام قائم نہیں ہوسکتا اَور بغیر اِس کے کہ قوم اَور ملک کی دولت میں اِضافہ ہو دولت بہت سی جیبوں سے نکل کر ایک طرف سمٹ آتی ہے۔ [۲]

(۳) مزدور، کاشتکار اَور جو لوگ ملک و قوم کے لیے دماغی کام کریں دولت کے اَصل مستحق ہیں۔ اُن کی ترقی اَور خوش حالی ملک و قوم کی ترقی اَور خوش حالی ہے۔ جو نظام اِن قوتوں کو دَبائے وہ ملک کے لیے خطرہ ہے اُس کو ختم ہونا چاہیے۔ [۳]

(۴) جو سماج محنت کی صحیح قیمت اَدا نہ کرے، مزدوروں اَور کاشتکاروں پر بھاری ٹیکس لگائے قوم کا دُشمن ہے اُس کو ختم ہو جانا چاہیے۔ [۴]

---

[۱] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ باب سیاست المدینہ۔ البدور البازغۃ مبحث الارتفاق الثالث اَور اَلخیر الکثیر۔

[۲] حجۃ اللہ البالغہ باب اِبتغاء الرزق [۳] حجۃ اللہ البالغہ باب اِبتغاء الرزق۔

[۴] حجۃ اللہ البالغہ باب سیاست المدینہ ایضًا باب الرسوم السائرہ بین الناس۔

(۵) ضرورت مند مزدور کی رضا مندی قابلِ اِعتبار نہیں جب تک اُس کی محنت کی وہ قیمت اَدا نہ کی جائے جو اِمدادِ باہمی کے اُصول پر لازم ہوتی ہے۔ [۱]

(۶) جو پیداوار یا آمدنی تعاونِ باہمی کے اُصول پر نہ ہو وہ خلافِ قانون ہے۔ [۲]

(۷) کام کے اَوقات محدود کیے جائیں۔ مزدوروں کو اِتنا وقت ضرور ملنا چاہیے کہ وہ اَخلاقی اَور رُوحانی اِصلاح کر سکیں اَور اُن کے اَندر مستقبل کے متعلق غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ [۳]

(۸) تعاونِ باہمی کا بہت بڑا ذریعہ تجارت ہے لہٰذا اِس کو تعاون کے اُصول پر ہی جاری رہنا چاہیے۔ پس جس طرح تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ یا غلط قسم کے ''کمپی ٹیشن'' سے رُوحِ تعاون کو نقصان پہنچائیں، ایسے ہی حکومت کے لیے درست نہیں کہ بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ و ترقی میں رُکاوٹ پیدا کرے یا رَخنہ ڈالے۔ [۴]

(۹) وہ کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقہ میں منحصر کر دے ملک کے لیے تباہ کن ہے۔ [۵]

(۱۰) وہ شاہانہ نظامِ زندگی جس میں چند اَشخاص یا چند خاندانوں کی عیش و عشرت کے سبب سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو، اِس کا مستحق ہے کہ اِس کو جلد اَز جلد ختم کر کے عوام کی مصیبت ختم کی جائے اَور اُن کو مساویانہ نظامِ زندگی کا موقع دیا جائے۔ [۶]

اِس باب میں صرف حوالے پیش کیے جائیں گے اِس کے بعد عبارتیں تشریحات و اِقتباسات کے زیرِ عنوان ملاحظہ فرمائیے۔

---

[۱] حجة اللہ البالغہ باب اِبتغاء الرزق [۲] ایضًا [۳] حجة اللہ البالغہ باب اِقامة الارتفاقات واِصلاح الرسوم وباب ضبط المبہم [۴] حجة اللہ البالغہ باب البیوع المنہی عنہا [۵] حجة اللہ البالغہ باب الارتفاق الرابع وباب البیوع المنہی عنہا [۶] حجة اللہ البالغہ باب الرسوم السائرہ بین الناس وباب سیاست المدینہ وباب اِبتغاء الرزق وباب البیوع المنہی عنہا

## سیاسیات اَور نظامِ حکومت کے بنیادی اُصول

(۱۱) زمین کا مالکِ حقیقی اللہ (اَور ظاہری نظام کے لحاظ سے اسٹیٹ) ہے۔ باشندگانِ ملک کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانہ میں ٹھہرنے والوں کی۔ ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے حقِ اِنتفاع میں دُوسرے کی دخل اَندازی قانونًا ممنوع ہو۔ ۱

(۱۲) سارے اِنسان برابر ہیں کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالکِ مُلک، ملکِ الناس، مالکِ قوم یا اِنسانوں کی گردنوں کا مالک تصور کرے، نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی صاحب اِقتدار کے لیے ایسے اِلفاظ اِستعمال کرے۔ ۲

(۱۳) اِسٹیٹ کے سربراہِ کار کی وہ حیثیت ہے جو کسی وقف کے متولی کی۔ وقف کا متولی اگر ضرورت مند ہو تو اِتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ عام باشندۂ ملک کی طرح زِندگی گزار سکے۔ ۳

### بنیادی حقوق

حجۃ اللہ البالغہ اَور اَلبدور البازغہ وغیرہ تصانیف میں اِرتفاقات (مفاداتِ عامہ) کے عنوان سے بہت مفصل بحث کی ہے اُن کا حاصل یہ ہے کہ :

(۱۴) روٹی، کپڑا، مکان اَور ایسی اِستطاعت کہ نکاح کر سکے اَور بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکے۔ بلا لحاظ مذہب و نسل ہر ایک اِنسان کا پیدائشی حق ہے۔

(۱۵) اِسی طرح مذہب، نسل یا رنگ کسی تفاوت کے بغیر عام باشندگان ملک کے معاملات میں یکسانیت کے ساتھ عدل و اِنصاف، اُن کے جان و مال کی حفاظت، اُن کی عزت و ناموس کی حفاظت، حق ملکیت میں آزادی، حقوق شہریت میں یکسانیت ہر باشندۂ ملک کا بنیادی حق ہے۔

(۱۶) زبان اَور تہذیب کو زندہ رکھنا ہر ایک فرقہ کا بنیادی حق ہے۔

---

۱ حجۃ اللہ البالغہ باب اِبتغاء الرزق ۲ منصب اِمامت مصنفہ مولانا شاہ محمد اِسماعیل صاحب (ذکر سلطنتِ ضالہ)
۳ اِزالۃ الخفاء جلد دوم عہد فاروق اعظمؓ

(۱۷) **بین الاقوامی تحفظات** : اِن حقوق کے حاصل کرنے کی شکل یہ ہے کہ خود مختار علاقے بنائے جائیں۔ یہ خود مختار اَکائیاں اپنے معاملات میں آزاد ہوں گی۔ ہر ایک یونٹ میں اِتنی طاقت ضرور ہونی چاہیے کہ اپنے جیسے یونٹ کے اِقدام کا مقابلہ کر سکے۔ یہ تمام اَکائیاں ایک ایسے بین الاقوامی نظام (بلاک) میں منسلک ہوں جو فوجی طاقت کے لحاظ سے اِقتدارِ اعلیٰ کا مالک ہو۔ اُس کو یہ حق نہیں ہوگا کہ کسی مخصوص مذہب یا مخصوص تہذیب کو کسی یونٹ پر لاد سکے۔ اَلبتہ اُس کا یہ فرض ضرور ہوگا کہ کسی قوم یا یونٹ کو یہ موقع نہ دے کہ کسی دُوسری قوم کے مذہب یا تہذیب پر حملہ کر سکے۔

(۱۸) **مذہبیات** :

الف : دین اَور سچائی کی اَصل بنیاد ایک ہے اِس کے پیش کرنے والے ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

ب : داعیانِ صداقت ہر ملک اَور قوم میں گزرے ہیں۔ اُن سب کا اِحترام ضروری ہے۔

ج : سچائی اَور دین کے بنیادی اصول تمام فرقوں میں تقریباً تسلیم شدہ ہیں مثلاً اپنے پروردگار کی عبادت، اُس کے لیے نذر و نیاز، صدقہ و خیرات، روزہ وغیرہ یہ سب کام سب کے نزدیک اچھے ہیں اَلبتہ عملی صورتوں میں اِختلاف ہے۔

د : ساری مذہبِ دُنیا کے سماجی اُصول اَور اُن کا منشاء و مقصد ایک ہے مثلاً ہر ایک مذہب اَور فرقہ جنسی اَنار کو ناپسند اَور اَخلاقی جرم قرار دیتا ہے۔ جنسی تعلقات کے لیے مرد اَور عورت میں ایک معاہدہ ہر ایک فرقہ میں ضروری ہے اَلبتہ معاہدہ کی صورتیں مختلف ہیں۔ ایسے ہی ہر ایک فرقہ اپنے مردہ کو نظروں سے غائب کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ اِختلاف اِس میں ہے کہ زمین میں دفن کر کے نظروں سے اَوجھل کیا جائے یا جلا کر۔[۱]

---

[۱] حجۃ اللہ البالغہ باب اَصل الدین واحد۔ البدور البازغہ، فصل حقائق الارتفاقات اَور مقالہ ثالثہ وغیرہ

## جہاد

(۱۹) جہاد ایک مقدس فرض ہے مگر اِس کا معنی یہ ہیں کہ مقدس اُصول کے لیے اِنسان اپنے اَندر جذبۂ فدائیت پیدا کرے، یہاں تک کہ وہ اپنی ہستی اِن اُصولوں کے لیے فنا کردے۔[1]

## تشریحات واِقتباسات

جو اُصول اُوپر بیان کیے گئے ہیں، حاشیہ میں اُن کے ماخذ کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔ اِن تمام کا ترجمہ پیش کرنا طوالت ہے۔ البتہ چند اقتباسات جن سے............''

س : یہ نظام دیگر اِزموں مثلاً کمیونزم، سوشلزم، کیپٹلزم اَور اِمپیریلزم سے کس لحاظ سے بہتر ہے اَور کیونکر ؟

### کمیونزم (COMMUNISM):

(۱) کمیونزم کے علمبردار عموماً دہریے ہیں منکر خدا ورسول ہیں گویا اُن کے پیشِ نظر صرف اِصلاحِ معاش ومعاشرہ ہے اَور وہ فکرِ معاد سے عاری ہیں۔

(۲) کمیونزم ملوکیت کے خلاف جذباتی اَور شدید رَدِّعمل کی پیداوار تھا اِس لیے اُس میں اُس وقت غیر فطری حد تک ذاتی ملکیت کی نفی کی گئی تھی جو غلط تھی بعد میں تجربات کی روشنی میں اِس میں ردّوبدل کیا گیا ہے اَور یہ عمل ہنوز جاری ہے۔

اِسلام اِن دونوں خرابیوں سے پاک ہے اِس میں فطرتِ اِنسانی کے مطابق قوانین بتائے گئے ہیں اِسلام اِن قوانین کو پہنچانے والے رسولوں پر اَور اُنہیں بھیجنے والے خدا پر اِیمان ضروری قرار دیتا ہے۔

وہ فطرت کو آخری طاقت نہیں مانتا بلکہ ایک غیبی طاقت کو صانع عالم اَور صانع فطرت مانتا ہے۔

وہ مخلوقات کے اَزلی اَبدی ہونے کا قائل نہیں خالق کے اَزلی اَبدی ہونے کا قائل ہے۔

---

[1] اَلبدور البازغہ، مبحث الارتفاق الثالث وحجۃ اللّٰہ البالغہ ج ۲ ص ۱۵۷

## سوشلزم :(SOCIALISM)

اِصلاحِ معاشرہ کے لیے فکر اِنسانی سے تیار کردہ قواعد وقوانین کا نام ہے۔ اِس میں نَفِیْ لِلّٰہْ نہیں ہوتی۔ اگر یہ فقط اِنسانی سوچ پر مبنی ہو تو غلط ہے اَور اگر اِس میں اَحکامِ شرعیہ ملحوظ رکھے جائیں تو اِسے ''اِسلامی سوشلزم'' کہنا درست ہوگا۔

## کیپٹیلزم :(CAPITALISM)

سرمایہ دَارانہ نظام ہے اِسلام نے اِسے منع کیا ہے سُورۂ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرْ پارہ ۳۰ سُورۃُ الْھُمَزَۃِ وغیرہ میں اِس کی مذمت وممانعت ہے اَور عبرت کے لیے قارون کے واقعہ اَور اُسکے اَنجامِ بد کا ذکر بھی قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے۔

## اِمپیریلزم :(IMPERIALISM)

شہنشاہیت کی مذمت فرعون کے واقعات کے ضمن میں جا بجا قرآنِ پاک میں موجود ہے اَور گمراہ کن وزیروں کی بھی۔

قرآن کریم اِن کو'' مُسْتَکْبِرِیْنَ '' فرماتا ہے اَور اُن کے مقابل عوام کو'' مُسْتَضْعِفِیْن '' (دیکھیے پ ۸ سورۂ اعراف آیت ۷۵ و ۷۶ ذکر قوم ثمود۔ اَور آیت ۸۸ آغاز پ ۹ ذکر قوم شعیب علیہ السلام اَور پ ۲۲ سورۂ سبا آیت ۳۱۔۳۲۔۳۳)

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَ لَقَدْ جَآءَ ھُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا کَانُوْ سَابِقِیْنَ o فَکُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِہٖ فَمِنھُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْہِ حَاصِبًا وَ مِنْھُمْ مَّنْ اَخَذَتْہُ الصَّیْحَۃُ وَ مِنْھُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِہِ الْاَرْضَ وَ مِنْھُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ o

(پ ۲۰ سُورۃ العنکبوت آیت ۳۹ و ۴۰)

''اَور ہلاک کیا قارون اَور فرعون اَور ہامان کو اَور اُن کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پہنچا تو یہ ملک میں بڑائی کرنے لگے اَور ہم سے جیت جانے والے نہ تھے۔ پھر سب کو ہم

نے اپنے اپنے گناہ پر پکڑا تو اُن میں سے کچھ پر ہم نے ہوا سے پتھراؤ کا عذاب بھیجا اَور کچھ کو ''چنگھاڑ'' نے پکڑا اَور کوئی تھا کہ ہم نے اُسے زمین میں دھنسا دیا اَور کوئی تھا کہ ہم نے اُسے غرق آب کر دیا۔ اَور اللہ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرے لیکن وہ اپنا آپ ہی برا کیا کرتے تھے۔''

قرآنِ کریم میں عادت اللہ بتلائی گئی ہے :

فَلَمَّا جَآءَ هُمْ نَذِيْرٌ مَّازَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا اِسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئُ الآية. (پ ۲۲ سُورة الفاطر آیت ۴۲، ۴۳، ۴۴)

''جب اُن کے پاس ڈرسنانے والا آیا تو اُن کا بدکنا اَور زیادہ ہو گیا۔ رُوئے زمین پر غرور و تکبر اَور برے کام کے دَاؤ پیچ اَور برائی کا دَاؤ اُن ہی دَاؤں والوں پر اُلٹے گا تو کیا وہ پہلے گزرنے والوں کے دستور کے اِنتظار میں ہیں تو ہر گز تم اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پاؤ گے اَور نہ ہی اُس کا دستور ٹلتا پاؤ گے۔ کیا اُن لوگوں نے زمین پر سفر نہیں کیا کہ دیکھ لیں کہ اُن لوگوں کا جو اِن سے پہلے تھے کیسا اَنجام ہوا اَور وہ اُن سے زَور میں بہت زیادہ تھے۔ اَور اللہ وہ نہیں جس کو کوئی چیز آسمانوں یا زمین میں تھکا سکے، وہی ہے جو سب کچھ جانتا اَور کر سکتا ہے۔''

س : اِسلام میں ملکیت کا تصور کیا ہے؟ یعنی ایک آدمی زیادہ سے زیادہ کتنی اَراضی کا مالک ہو سکتا ہے؟

ج : اِسلام میں ذاتی ملکیت تسلیم کی گئی ہے۔ بے حساب مال تو ناجائز ذرائع آمدنی سے حاصل ہوتا ہے اَور وہ اِسلام میں ممنوع ہے۔ تاجر کو بھی دس فیصد سے زیادہ نفع نہیں لینا چاہیے۔ اِسلام کے اِقتصادی نظام سے درمیانہ طبقہ کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے نچلا طبقہ بہت ہی تھوڑا رہ جاتا ہے اَور لامحدود دَولت کسی کے پاس نہیں ہونے پاتی۔

اگر کسی نے ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہے تو تھوڑی ہو یا زیادہ سب ضبط کر لی جائے گی۔ اَور اگر

کسی نے جائز ذرائع سے زمین حاصل کی ہے تو ''تحدید ملکیت'' کے بجائے ''تحدید اِنتفاع'' کی جائے گی کہ جتنی زمین وہ خود کاشت کر سکتا ہے یا جتنی زمین کی کاشت اُس کے گزارہ لائق آمدنی کے واسطے کافی ہے وہ اُس کی تحویل میں چھوڑ دی جائے گی۔ اِس سے زیادہ جتنی بھی زمین ہوگی وہ دُوسرے ضرورت مندوں کو نفع حاصل کرنے کے لیے دے دی جائے گی۔ ملکیت اُسی شخص کی رہے گی اِسلام میں ''تحدیدِ ملکیت'' کے الفاظ کے بجائے ''تحدید اِنتفاع'' پر نظر رکھی گئی ہے۔

س : اِسلام کے اِبتدائی دَور میں (بڑی) صنعتیں نہیں تھیں آج کے دَور میں یہ ذرائع آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے، کیا صنعتیں حکومت کی ملکیت ہوں گی یا نجی ؟

ج : ایسی تمام صنعتیں کہ جس کے لیے مشینیں منگانے کا بندوبست حکومت کرتی ہے اَور اُن کی رقوم کی اَدائیگی فارین ایکسچینج (FOREIGN EXCHAGE) کے ذریعہ کی جاتی ہے وہ سب حکومت کی مِلک ہوگی اُن کی آمدنی اسٹیٹ بینک میں جائے گی جو کاروبار حکومت چلانے اَور بیروزگار و محتاج لوگوں کے وظائف میں صرف ہوگی۔ (اِسی ذیل میں اِسمگلنگ بھی آتی ہے کیونکہ اُس کا بار کرنسی کی وساطت سے سارے ملک اَور عوام پر پڑتا ہے) اَلبتہ چھوٹی صنعتیں صنعتکاروں کی مِلک رہیں گی۔

س : زکات بھی اِقتصادیات کا بہت بڑا حصہ بنتی ہے جبکہ فقہ جعفریہ کے مطابق آج کل لوگ زکات سے اِنحراف کر رہے ہیں۔

ج : زکات ''اَموالِ باطنہ'' یعنی روپیہ اَور سونے اَور چاندی پر جبرًا وصول کرنا اِسلامی رُو سے غلط ہے اَلبتہ اَگر مالک مال خود اپنی مرضی سے بیت المال کو دے دے تو اِس کا اُسے اِختیار رہے۔

''اَموالِ ظاہرہ'' مثلاً وہ مویشی جنہیں چراگاہوں میں چرایا جاتا ہے اَور زمین کی پیداوار جن میں سبزی ترکاری سے لے کر باغات تک داخل ہیں اِسلامی حکومت عشری زمینوں سے عشر اَور خراجی زمینوں سے خراج وصول کرے گی۔

پاکستان میں قانون فقہ حنفی کا چلے گا اَلبتہ شیعہ حضرات کے لیے جو شاید تین پرسنٹ ہیں فقہ جعفری ہوگی گویا ایک طرح کی پرسنل لا ہوگی وہ اپنی زکات اپنے لوگوں کو اپنے طریقہ پر دے سکیں گے۔

س : بینکاری سسٹم سودی رائج کیا جائے گا یا غیر سودی ؟

ج : بینکوں کا نظام غیر سودی ہوگا چاہے مضاربت کی شکل اِختیار کی جائے۔ پی۔ ایل کی بنیاد پر یا کرنٹ اَکاونٹ میں رقم پر کسی حساب سے صاحبِ مال سے بینک اُس کے مال کی حفاظت کی رقم لیتا رہے اِس سے اپنے اَخراجات میں مدد لے، بینک اگر اِس کام کی کوئی مناسب اُجرت لے تو یہ اُس کا حق ہے۔

س : آج کے دَور میں بین الاقوامی سطح پر قرضوں کا تمام لین دین سود کی بنیاد پر ہے آیا اِسلامی اسٹیٹ بین الاقوامی سطح پر اپنا لین دین بند کردے گی ؟ اگر بند کردے گی تو کیا یہ معاشی لحاظ سے اسٹیٹ پر بوجھ نہیں ہوگا ؟

ج : بین الاقوامی لین دین میں شرعًا یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ جس ملک سے لین دین ہو رہا ہے وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ اگر وہ ملک غیر مسلم ہے اَور وہ ہم سے سود پر لین دین کرتا ہے تو مسلمان ملک کے لیے اُس سے سودی لین دین جائز ہے، آغازِ اِسلام سے یہ مسئلہ اِسی طرح چلا آرہا ہے۔

س : اِسلام میں مساوات کا تصور کہاں تک ہے ؟

ج : اِسلام میں مساوات کی بہت ہی تاکید سے تعلیم دی گئی ہے اَور سخت اَحکام جاری فرمائے گئے ہیں کوئی شخص دُوسرے کی توہین نہیں کر سکتا گالی نہیں دے سکتا تہمت نہیں لگا سکتا مار نہیں سکتا۔ اِسلام میں عزتِ نفس کو بہت اہمیت دی گئی ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمہاری آبروئیں تمہارے مال ایک دُوسرے کے لیے ہر جگہ اِسی طرح حرام ہیں جیسے آج حج کے دِن اِس مہینہ اَور اِس شہر مقدس میں۔

☆ اَور اِس معنٰی میں مساوات کہ بیٹا یا بیٹی باپ کی برابری کرے اِسلام میں نہیں ہے۔

☆ کسی کو خاندان کی وجہ سے رنگ، نسل اَور وطن کی وجہ سے کسی دُوسرے پر فضیلت نہیں ہوگی سب برابر ہیں لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں ہے۔

اِسلام نے بڑائی ''تکبر'' کو حرام قرار دیا ہے اَور مساوات بلکہ اِکرام اَور اِیثار کی تعلیم دی ہے۔

سورۃ الحشر پ ۲۶ آیت ۹ میں ہے کہ اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں چاہے وہ خود شدید ضرورت مند ہوں۔

☆ البتہ یہ صورت کہ حکومت سب کو ایک سا رَاشن دیا کرے قحط کے زمانہ میں جائز ہے ورنہ نہیں۔

حضرت اِبن زبیر رضی اللہ عنہ نے زمانہ قحط میں ایسا کیا تھا۔

س : کیا غلامانہ تصورِ اِسلام کا صحیح ہے ؟ غلام کا کیا قصور ہے ؟ اُس کے حقوق اِتنے کیوں نہیں جو دُوسرے کے ہیں ؟ کیا وہ اِنسان نہیں ؟ اگر اِنسان ہے تو پھر اُس پر یہ ظلم کیسے رَوا ہے ؟

ج : اِسلام سے پہلے یہ رواج تھا کہ لوگ اپنی اَولاد کو بیچ دیا کرتے تھے اِس طرح آزاد شخص اپنی اَولاد کو غلام بنا دیا کرتا تھا اَفریقہ سے سوڈانیوں کو خرید کر لایا جاتا تھا مگر اِسلام نے اِسے قطعًا ناجائز قرار دیا ہے حتی کہ اگر کوئی کافر اپنی اَولاد کو بیچ دے اَور مسلمان خرید لے تو بھی وہ بچہ یا بچی غلام اَور باندی نہیں بنیں گے وہ اُس شخص کے ''پروردہ'' کہلائیں گے غلام یا باندی نہیں کہلائیں گے۔

☆ اِسی طرح اِسلام سے پہلے یہ طریقہ بھی تھا کہ آدمی کو اَغواء کر کے بیچ دیا کرتے تھے جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اِس طریقہ کو بہت سختی سے حرام قرار دیا گیا۔

☆ تیسری صورت یہ تھی کہ جنگ میں قید ہو کر آنے والوں کو غلام اَور باندی بنایا جاتا تھا جنگی قیدی نہ بنایا جاتا تھا۔ تو آج یہ صورت دُشمن کے روّیہ پر موقوف ہے اگر ہمارا دُشمن خدانخواستہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائے گا تو ہم بھی (جوابًا) اُس کے قیدیوں کو غلام بنائیں گے اَور اگر وہ فقط قید رکھے گا تو ہم بھی فقط قید رکھیں گے لیکن اگر وہ ہمارے جنگی قیدیوں کو تکلیف میں رکھے گا تو ہم اُس کے قیدیوں کو تکلیف میں نہیں رکھ سکتے۔ اِسلام نے تکلیف پہنچانے کی اِجازت نہیں دی بلکہ ہم اُن کے ساتھ حسنِ سلوک ہی کا مظاہرہ کریں گے اَور قیدی کی ضروریات پوری کی جائیں گی۔

حامد میاں غفرلہٗ